سوال

میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ میرے خاوند نے مجھے اور میرے چھوٹے بچے کو چھوڑ دیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اس ملک میں کام کاج کے لیے آیا ہوں نہ کہ کسی خاندان کی دیکھ بھال کرنے؛ (پوری وضاحت کے ساتھ یہ کہ میں نے تجھے استعمال کیا ہے اور اب مجھے تیری کوئی ضرورت وحاجت نہیں!!) اور چار برس سے اس نے اپنے بچے کو ایک بار بھی دیکھنے کی کوشش نہیں کی، ایک بار مجھے خدشہ ہوا کہ بچہ کسی موذی بیماری کا شکار ہو رہا ہے تو میں نے اسے فون کیا تو اس نے آنے کا وعدہ کیا لیکن آیا نہیں، میں نے عدالت میں جا کر اس کو اخراجات کی ادائیگی پر مجبور کیا کیونکہ وہ خرچہ دینے سے انکار کرتا تھا، اور طلاق کے پانچ برس بعد وہ شخص اپنے ملک چلا گیا اور جا کر اپنے چچا کی بیٹی سے شادی کرلی، اور وہ واپس برطانیہ آچکا ہے اور اس کی بیوی اپنے ملک میں ہی ہے اب چھ ماہ قبل اس نے کہیں سے میرا نمبر حاصل کر کے مجھے تنگ کرنے لگا ہے اور مجھ سے بات چیت اس طرح کرتا ہے کہ وہ میرا خاوند ہو، اور میں جہاں جاؤں وہ میرا پیچھا کرتا اور خیال رکھتا ہے، اور وہ کہتا ہے کہ وہ اب بھی اس سے رجوع کرنا چاہتا ہے، میں نہیں مانتی کہ میں نے جس شخص کے متعلق ایک نیک وصالح مسلمان ہونے کا گمان کیا تھا وہ اس طریقہ سے بات چیت کریگا حالانکہ اس نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اور مجھے طلاق دے کر ایک دوسری عورت سے شادی بھی کر رکھی ہے اور اس کے باوجود وہ کسی طریقہ سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ یہ اس کی غلطی تھی (وہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ دوسری شادی کرنا اس کی غلطی تھی) بہر حال مختصر یہ کہ میں نے اس سے مصالحت سے انکار کر دیا، اور پولیس میں رپورٹ کرائی کے اسے منع کریں اور اب وہ بچہ کو حاصل کرنے کے لیے مجھے عدالت میں گھسیٹ رہا ہے، اس لیے کہ اس نے محسوس کرلیا ہے کہ میں اس کو قبول کرنے سے انکار کر رہی ہوں، مجھے علم ہے کہ وہ اپنے بچے میں تہمت نہیں لگا رہا بلکہ وہ یہ سب کچھ اس لیے کر رہا کہ میں نے اس سے مصالحت کرنے سے انکار کر دیا ہے، لیکن میں حقیقتا عدالت میں جانے سے ڈرتی ہوں کیونکہ وہاں جا کر اخراجات ہونگے الخ حالانکہ میرے پاس وکیل بھی لیکن میں اس سب سے بہت خوفزدہ ہوں، میرا سوال یہ ہے کہ: وہ جو کچھ کر رہا ہے اسلام اس کے متعلق کیا کہتا ہے؟ کیا اسے اپنے بچے کو دیکھنے سے روکنے میں میری غلطی ہے، حالانکہ وہ چھوٹے بچے اور مجھے بھی خوفزدہ کرتا رہا ہے جب ہماری شادی تھی (الحمد للہ میرے بیٹے کی عمر پانچ برس ہو چکی ہے) اور پانچ برس سے کوئی اہتمام نہ تھا، مجھے یہ معلوم نہیں ہو رہا کہ میں اس معاملہ کو کس طرح حل کروں، اور اسی طرح میں کسی ایسے کام میں نہیں پڑنا چاہتی جو اسلام میں ممنوع ہو لیکن میں بچے کی مصلحت والا کام کرنا چاہتی ہوں یعنی میں اپنے بچے کو باپ سے نہیں ملنے دینا چاہتی اس لیے کہ وہ بہت غصہ والا ہے اور اس کو بچے کے متعلق کوئی اہمیت نہیں اور اب وہ اسے بطور اسلحہ استعمال کر رہا ہے کہ میں اس طرح اس کے قابو میں آجاؤں، حالانکہ وہ یہ سب کچھ کر چکا ہے تو کیا میرے لیے کوئی شرعی حق ہے کہ میں اس کو بچہ حاصل کرنے سے روک سکوں، وہ اپنے بچے کے لیے کوئی اچھا نمونہ نہیں بن سکتا، نہ ہی وہ اچھا اخلاق رکھتا ہے اور نہ ہی دین پر عمل کرتا ہے؟

جواب

ہر قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

بلاشک آپ نے اس شخص کے جو حالات بیان کیے ہیں اس سے تو یہی علم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے لیے اخلاقی اور دینی طور پر نمونہ وقدوہ نہیں، اور نہ ہی وہ بچے کی تربیت و پرورش کرنے کا اہل ہے، لیکن یہ چیز اسے بچے کو ملنے اور دیکھنا حرام نہیں کرتی، بلکہ وقتا فوقتا وہ اس کو دیکھ سکتا اور مل سکتا ہے اور اسی طرح بیٹے کو بھی باپ کے ساتھ لازمی طور پر حسن سلوک کرنا ہوگا

باپ کا بچے کی حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا اور زیادتی کرنے یا پھر اس کا ظالم و جابر ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ بیٹا بھی اس کو چھوڑ دے اور اس کے ساتھ حسن سلوک نہ کرے، اور نہ ہی بچے کو ہم اس کی ترغیب دلاتے ہیں، کیونکہ باپ کا حق بہت زیادہ عظیم ہے، جس طرح ماں کا حق ہے اسی طرح باپ کا بھی حق عظیم ہے

فقہاء کرام کا فیصلہ ہے کہ اگر بچہ ماں کی پرورش میں ہو تو باپ کو اسے دیکھنے اور ملنے کا حق حاصل ہے، اور اسے ملنے سے روکا نہیں جا سکتا

اس میں اختلاف ہے کہ کتنے عرصہ بعد باپ بچے کو ملے اس مسئلہ میں حنابلہ نے عرف عام کو مرجع قرار دیا ہے، مثلاوہ ہفتہ میں ایک بار بچے کو ملنے آئے، فقھاء نے تنبیہ کی ہے کہ خاوند اور بیوی کے مابین جدائی اور علیحدگی کے بعد وہ آپس میں اجنبی ہونگے، اس لیے اس کا خیال رکھنا ضروری ہے، اگر وہ بچے کو ملنے بچے کی ماں کے گھر جاتا ہے تو وہاں زیادہ دیر تک مت بیٹھے، اور مطلقہ عورت کے ساتھ خلوت بھی نہیں ہونی چاہیے اور مطلقہ عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ اسے اپنے گھر میں داخل ہونے سے منع کر سکتی ہے، لیکن بچہ والد کو ملنے گھر سے باہر جائیگا

اور اگر بچہ بیمار ہو جائے تو باپ کو اپنے بچے کی عیادت کرنے سے نہیں روکا جاسکتا، اور اسی طرح ہر حقدار کو اس کا حق دیا جائیگا "

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (317/17) اور المغنی ابن قدامہ (193/8).

آپ کو یہ معاملہ سمجھنا چاہیے، اور کوشش کریں کہ باپ اور بیٹے کے درمیان تفریق کی کوشش مت کریں، یا پھر بیٹے کے دل میں باپ سے بغض و کراہت کا بیج مت بوئیں، کیونکہ ایسا کرنا حرام ہونے کے ساتھ ساتھ بچے کے اخلاق اور سلوک کے لیے بھی نقصاندہ ہے

اور اگر آپ کو خدشہ ہے کہ بیٹا اپنے والد کے کچھ برے اخلاق سے متاثر ہو سکتا ہے، تو اس کو آپ اچھی تربیت اور راہنمائی کے ذریعہ ختم کر سکتی ہیں، لیکن باپ کے متعلق اس کے ذہن کو غلط مت بنائیں، یا بیٹے کے ذہن میں باپ کا غلط تصور نہ بٹھائیں

حاصل یہ ہوا کہ آپ کے لیے باپ کو بیٹے سے ملنے نہ دینا جائز نہیں، اور اسی طرح باپ کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ ماں کو بیٹے سے ملنے سے مت روکے، بلکہ آپ کے لیے ضروری و واجب ہے کہ اسے بیٹے کو ملنا ممکن بنائیں یا تو اپنے گھر میں اور اس وقت آپ کے پاس محرم ہونا ضروری ہے تاکہ جب وہ آپ کے گھر آئے تو آپ امن میں ہوں، یا پھر گھر سے باہر ملنے دیں اور اگر آپ دونوں کسی عرصہ کو متعین کر لیں مثلا ہر ہفتہ یا دو ہفتے بعد یا کوئی اور مدت تو یہ بہتر ہے، اور اس میں اپنے بچے کی تربیت کی کوشش کریں، اور بچے کو اپنے باپ کے متعلق اخلاق حمیدہ اختیار کرنے کی کوشش کریں

اور کوشش کریں کہ بچہ اپنے باپ کے متعلق کوئی بغض و کینہ اور ناراضگی مت رکھے، کیونکہ ایسا کرنا حرام ہے اس لیے کہ یہ قطع رحمی کی دعوت دیتا ہے

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو، اور رشتے ناطے توڑ ڈالو، یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی گئی ہے محمد (22-23).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" قطعی رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا "

صحیح مسلم حدیث نمبر (4637).

اور مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے:

" جب بیوی زوجیت والے گھر سے نکل جائے، یا مثلا خاوند اور بیوی کے درمیان طلاق کی وجہ سے علیحدگی ہو جائے اور ان کا کوئی بچہ بھی ہو تو شریعت اسلامیہ میں ان دونوں میں سے کسی کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ بچے کو ملنے اور دیکھنے سے منع کریں

اس لیے اگر بچہ ماں کی پرورش میں تو اس کے لیے باپ کو بچہ دیکھنے اور اس سے ملنے سے روکنا جائز نہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے صلہ رحمی کو واجب کرتے ہوئے فرمایا ہے :

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک مت کرو، اور والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ النساء (36).

اور حدیث میں ہے :

"جس کسی نے بھی والدہ اور اس کے بچے کے درمیان تفریق اور جدائی ڈالی تو اللہ تعالی روز قیامت اس کے اور جس سے وہ محبت کرتا ہے کے درمیان جدائی ڈال دے گا" انتہی

اس حدیث کو ترمذی نے (1204) میں روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں حسن قرار دیا ہے

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (205/21).

اس مسئلہ میں آپ شرعی حکم جان چکی ہیں، لہذا آپ لوگ ان غیر شرعی عدالتوں میں جانے سے اجتناب کریں، اور تا کہ باپ کو بیٹے سے ملاقات نہ کرنے دی جائے، اگرچہ آپ کو اپنے اوپر ظلم و زیادتی کرنے والے کو منع کرنے یا بچے سے محروم کرنے کی وجہ سے عدالتوں میں جانے کا حق بھی حاصل ہو تو بھی ان غیر شرعی عدالتوں میں مت جائیں

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ بچے کی تربیت میں آپ کی معاونت فرمائے، اور آپ کو خیر و فلاح اور کامیابی اور صحیح راہ کی توفیق سے نوازے

واللہ اعلم.

الاسلام سوال و جواب

112013